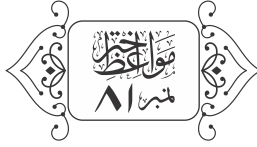
مواعظِ اختر نمبر ۸۱

تخلیقِ انسانی اور دلیلِ قیامت

شیخ العرب والعجم
عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



تخلیقِ انسانی

اور

دلیلِ قیامت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جُملہ تصانیف و تالیفات



مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں



احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: تخلیقِ انسانی اور دلیلِ قیامت

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۱۹ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۳۰/اگست ۱۹۹۱ء بروز جمعہ

مقام: مسجدِ اشرف، گلشن اقبال، کراچی

موضوع: مَسْکَنَۃُ کی شرح، نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ کی شرح، تکبر اور اس کا علاج، انسان کی تخلیق میں دلیلِ قیامت

نوٹ اس بیان کے بعد جب حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ میں تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: ''سہیل میاں! اس کیسٹ کو، میری آواز کو خوب احتیاط سے رکھنا۔ لوگ چلے جاتے ہیں ان کی آواز یادگار رہ جاتی ہے۔ اس میں عجیب مضمون ہے، ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ قدر کرلو، جلدی جلدی سمیٹ لو!'' (احقر سہیل احمد عفی عنہ)

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تخلیقِ انسانی اور دلیلِ قیامت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ○ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ط وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ○

(سورۃ یٰسٓ: آیات ۷۸-۷۹)

جو آیتیں اس وقت آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان آیات میں قیامت کے قائم ہونے کی دلیل بیان فرمائی ہے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ ابھی میں بیان کروں گا لیکن پہلے کچھ متفرق مضامین بیان کرنے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا کی شرح

نمبر(۱): مناجاتِ مقبول میں ایک دعا پڑھی جاتی ہے:

((اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ))

(جامع الترمذی: (ایچ ایم سعید)، باب ما جاء ان الفقراء المھاجرین ------؛ ج ۲ ص ۶۰)

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھئے اور مسکینیت کی حالت میں موت بھی عطا فرمایئے اور قیامت کے دن مسکینوں کے ساتھ اٹھایئے۔ اس حدیث کی شرح بیان کرنا اس لئے ضروری ہے کہ کوئی مالدار آدمی اس دعا کو پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا کیونکہ حدیث کا مفہوم صحیح طریقہ سے نہیں سمجھتے لہٰذا یہ دعا مانگنے سے ڈرتے ہیں کہ اگر قبول ہوجائے تو ہم مالدار ہونے کے بجائے مسکین ہوجائیں گے، ہمارا مال سب ختم ہوجائے گا اور جب مسکین ہوجائیں گے تو

ہمیں زکوٰۃ خیرات لینی پڑے گی جبکہ آج کل ہم ماشاء اللہ مالدار ہیں اور خود زکوٰۃ دے رہے ہیں، اس لئے اس کی شرح بہت ضروری ہے۔

حدیث کو سمجھنے کے لئے اس کی شرح اور بڑی کتابوں کی طرف مراجعت اور رجوع کرنا بہت ضروری ہے لہٰذا مشکوٰۃ شریف کی جو شرح ہے گیارہ جلدوں میں، اس کے مصنف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مجدد تھے، یہ ہرات کے رہنے والے تھے، پھر اس کے بعد مکہ شریف ہجرت کر گئے تھے اور ان کی قبر جنۃ المعلیٰ، مکہ شریف میں ہے۔ الحمدللہ! میں نے ان کی قبر کی زیارت کی ہے اور لکھنؤ والے مولانا عبدالحئی صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ جن کا اکثر کتابوں میں حاشیہ موجود ہے فرماتے ہیں زُرْتُ قَبْرَ مُلَّا عَلِیِّ ِ الْقَارِیِّ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فِیْ مَکَّۃَ وَالْحَمْدُ لِلہِ تَعَالٰی عَلٰی ذٰلِکَ یعنی مولانا عبدالحئی صاحب نے بھی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کی اور اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم بہت بڑے محدث تھے، گیارہ جلدوں میں عربی زبان میں مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ کے نام سے لکھی، بڑے بڑے علماء اور محدثین اپنے آپ کو اس کتاب کی طرف مراجعت کرنے کا محتاج پاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ عربی میں ایک لفظ کے کئی کئی معنی آتے ہیں اور شریعت نے جہاں جو معنی بیان کئے ہوں وہاں وہی معنی لینا چاہیے، لہٰذا اس دعا میں مسکین کے یہ معنی نہیں ہیں کہ امیر آدمی زکوٰۃ اور خیرات مانگنے لگے اور پھٹیچر ہو جائے بلکہ مسکین کا معنی ہے:

((اَلْمِسْکِیْنُ مِنَ الْمَسْکَنَۃِ وَالْمَسْکَنَۃُ ھِیَ التَّوَاضُعُ عَلٰی وَجْہِ الْمُبَالَغَۃِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب فضل الفقرآء، ج ۹ ص ۴۳۲)

مسکین کا لفظ مسکنت سے ہے اور مسکنت سے مراد ہے اپنے کو مٹانا، اپنے کو کچھ نہ سمجھنا، کمال درجہ کی تواضع اختیار کرنا۔ میں نے جب حدیث کی اس شرح کو بمبئی میں بیان کیا تو بمبئی کے ایک سیٹھ نے کہا کہ میں مسجدوں اور

مدرسوں میں پیسہ دیتا ہوں، اس لئے میں دو سال سے مارے ڈر کے یہ دعا نہیں مانگ رہا تھا کہ کہیں قبول ہوجائے اور میں غریب ہوجاؤں مگر جب میں نے یہ شرح بیان کی تو اس نے کہا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے، ہمیں پتا ہی نہیں تھا کہ یہاں مسکین کے معنی تواضع اور فنائیت کے ہے، اپنے کو مٹانے کے ہیں، یہاں غریب ہونا مراد نہیں ہے لہٰذا اس دن سے انہوں نے پھر دعا شروع کردی۔

اور یہ تواضع ایسی بڑی نعمت ہے کہ جتنے اولیاء اللہ دنیا میں گذرے ہیں سب نے اپنے کو مٹایا اور خود کو حقیر سمجھا ہے، جس نے اپنے کو بڑا سمجھا وہ ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ کبر کے ساتھ ولایت جمع نہیں ہوتی، کبر کے ساتھ مردودیت جمع ہوتی ہے، شیطان نے خود کو بڑا سمجھا تھا، بتاؤ! اس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا؟

﴿اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ وَکَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ۝﴾

(سورۃ البقرۃ: آیۃ ۳۴)

کبر کا علاج اہل اللہ کی صحبت ہی میں ممکن ہے

کبر کا ایک ذرّہ بھی، رائی کے برابر، مکھی کے سر کے برابر اگر دل میں ہے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

((لَا یَدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ مَنۡ کَانَ فِیۡ قَلۡبِہٖ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنۡ کِبۡرٍ ۔ رواہ مسلم))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب الاٰداب، باب الغضب والکبر، ص ۴۳۳)

((مَا مِنۡ رَّجُلٍ یَّمُوۡتُ حِیۡنَ یَمُوۡتُ وَفِیۡ قَلۡبِہٖ مِثۡقَالُ حَبَّۃٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ مِّنۡ کِبۡرٍ تَحِلُّ لَہُ الۡجَنَّۃُ اَنۡ یَّرِیۡحَ رِیۡحَھَا وَلَا یَرَاھَا))

(مسند احمد فی مسند شامیین: رقم الحدیث ۱۷۳۶۹)

اس کو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی چاہے ہر سال حج عمرہ کرتا رہے۔ یہ دل کی شدید بیماری ہے جس کے آپریشن اور علاج کے لئے اہل اللہ کی صحبت اور خانقاہوں میں جانا ضروری ہوتا ہے، بزرگانِ دین سے اس کا علاج کرانا پڑتا ہے،

یہ مرض علم سے بھی نہیں جاتا بلکہ علم سے پندار اور تکبر میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ بڑائی کا یہ مرض صرف بزرگانِ دین کی صحبتوں ہی سے جاتا ہے۔

خانقاہ تھانہ بھون میں ایک سالک کا قصہ

ایک صاحب تھانہ بھون حاضر ہوئے اور انہوں نے حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے اللہ اللہ سکھا دیجئے۔ حضرت نے انہیں کچھ ذکر بتا دیا، کچھ معمولات بتا دئے، جب انہوں نے تہجد پڑھی اور اللہ اللہ کیا تو اپنے کو سب سے افضل سمجھنے لگے، ہر شخص پر اعتراض کرنے لگے کہ آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ آپ نے لوٹا یہاں کیوں رکھا؟ مسواک یہاں کیوں رکھی؟ یعنی داروغہ جی بن گئے، تھانیدار صاحب ہو گئے۔ حضرت نے ان سے فرمایا کہ کیوں جناب! آپ یہاں اپنے علاج کے لئے آئے ہیں یا میرے تمام مریدوں کی اصلاح کرنے آئے ہیں، آپ ہسپتال میں بحیثیت مریض آئے ہیں یا بحیثیت ڈاکٹر آئے ہیں؟ کیا اشرف علی اپنے ان دوستوں کے علاج کے لئے کافی نہیں ہے جو تم ان کی اصلاح کرر ہے ہو؟ بعض مریدوں کو شوق ہوتا ہے کہ ہماری اصلاح پیر کرے اور پیر کی اصلاح ہم کریں، یہ دونوں تعلق ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے یا تو پیر آپ کو اپنا پیر بنالے، پھر بے شک اصلاح کرو یا تم کسی کو اپنا پیر بنالو لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ مریض کو ڈاکٹر نے پیچش کا کیپسول کھلایا تو مریض نے بھی جھٹ سے ایک کیپسول ڈاکٹر کے منہ میں ڈال دیا کہ آپ کو بھی میری دوا کھانی پڑے گی تو ایسے مریض کو ڈاکٹر فوراً نکال دے گا۔

لہٰذا حضرت نے جب دیکھا کہ اس شخص کے اندر تکبر آ گیا تو فرمایا کہ جناب آپ کے لئے ذکر کا حلوہ مفید نہیں ہے، آپ فی الحال ذکر کو ملتوی کر دیں۔ اللہ کے نام کے لئے لفظ ترک استعمال کرنا خلافِ ادب ہے، لفظ ملتوی میں ادب ہے لہٰذا یہ نہیں کہتا ہوں کہ ذکر ترک کر دو، یہ کہتا ہوں کہ ملتوی کر دو۔

اللہ والے جب بولتے ہیں تو اپنے ایک ایک لفظ کو سوچتے ہیں جیسے ایک دفعہ بارش ہوئی تو ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ دیا کہ واہ رے اللہ میاں! آج تو آپ نے بڑے موقع سے بارش کی کیونکہ دیکھ رہا تھا کہ کھیت سوکھ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس لفظ کی پکڑ فرمالی اور آسمان سے آواز آئی او بے ادب! بدتمیز! کیا میں کبھی بے موقع بھی بارش کرتا ہوں؟ بظاہر تو اس نے تعریف کی تھی کہ واہ رے اللہ میاں! آج آپ نے بڑے موقع سے بارش کی مگر نادانی کی تعریف جرم میں شمار ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ڈانٹ لگائی اور فرمایا کہ او بے ادب! کیا میں کبھی بے موقع بھی بارش کرتا ہوں؟

دین کی بات متوجہ ہو کر سننے سے مؤثر ہوتی ہے

(ایک صاحب جو سامنے ہی بیٹھے تھے، اپنے دانتوں سے ناخن درست کرنے لگے، اس پر فرمایا) اپنے ناخن کو دانتوں سے مت کاٹنے کی کوشش کرو، جب دین کی بات سنائی جائے تو کسی لغو کام میں مشغول مت ہو۔ جو شخص دل سے بات سنتا ہے اس پر اثر ہوتا ہے۔ کیوں صاحب! جب آپ پٹرول بھرواتے ہیں تو قیف میں اور کار کی ٹنکی میں رابطہ صحیح رکھتے ہیں یا نہیں؟ ورنہ سارا پٹرول اِدھر اُدھر گر جائے گا، اسی طرح اگر آپ بوتل میں مٹی کا تیل ڈلواتے ہیں تو قیف کو دیکھتے ہیں کہ صحیح فٹ ہے یا نہیں؟ اگر بوتل کہیں ہے اور قیف کہیں ہے تو سمجھ لیں کہ سارا تیل اِدھر اُدھر گر جائے گا اور بوتل خالی کی خالی رہے گی۔ ایسے ہی جو لوگ کان لگا کر دل سے دین کی بات سنتے ہیں، کان کے ساتھ دل کو بھی حاضر رکھتے ہیں، کان اور دل میں رابطہ رکھتے ہیں تو ان کے کانوں کے ذریعہ سے دین کا سارا مضمون ان کے دل کی بوتل میں جمع ہو جاتا ہے اور جو دل اِدھر اُدھر رکھتے ہیں، اپنے گھر کا خیال کر رہے ہیں، بیوی بچوں کا خیال لا رہے ہیں یا کوئی اور چیز سوچ رہے ہیں تو مجھے فوراً پتا چل جاتا ہے کہ یہ کچھ اور سوچ رہا ہے،

دل غیر حاضر ہوا اور چہرہ بتا دیتا ہے کہ اب یہ موجود نہیں ہے، اس وقت جسم سے تو موجود ہے مگر اس کا دل غائب ہے، تو جب دل غائب ہے تو کان سے مضمون دل میں نہیں جائے گا، اِدھر اُدھر ضائع ہو گا لہٰذا اپنے آنے جانے اور محنت مشقت کو ضائع مت کیجئے اور غور سے سنئے اور آنکھ بھی بند نہ کیجئے، آنکھ کھول کر بات کو سنئے، آنکھ بند کرنے سے مقرر پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید کے کبر کا علاج کرنا

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان صاحب سے فرمایا کہ دیکھو جب قے اور دست لگ رہے ہوں اور معدے میں تسمم ہو رہا ہو، تسمم کے معنی ہیں زہریلا مادّہ، اس کو انگریزی میں انفیکشن، عربی زبان میں تسمم اور اردو میں زہریلا مادّہ کہتے ہیں تو جب زہریلا مادّہ پیٹ میں آ جائے اور قے اور دست ہونے لگیں تو اس کو حلوہ، دودھ، انڈا وغیرہ نہیں کھلاتے، اس کو کڑوی دوا کھلاتے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارے دل میں اس وقت کبر کا زہریلا مادّہ ہے، ابھی تم اللہ کے نام کا حلوہ کھانے کے قابل نہیں ہو لہٰذا پہلے تمہیں کڑوی دوا دی جائے گی اور وہ کڑوی دوا یہ ہے کہ وضو خانے سے تمام نمازیوں کا بلغم اور ناک کی گندگی وغیرہ صاف کرو، وضو خانے کی صفائی کرو، نمازیوں کے جوتے سیدھے کرو اور خانقاہ میں جھاڑو لگاؤ۔ بتایئے! اس علاج کو سن کر تو ان کی نانی مر گئی ہو گی، یہ دوا بہت ہی کڑوی معلوم ہوئی کیونکہ اپنے کو بڑا سمجھتے تھے لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام پر جان کی بازی لگا دی اور حضرت کی بات پر عمل کیا اور اچھے ہو گئے، اس کے بعد جب اللہ کا نام لیا تو مزہ آ گیا۔

تکبر کے دو اجزائے ترکیبی

ایک عالم نے اپنے شیخ سے درخواست کی کہ آج کل میرا دل بند ہے،

اللہ اللہ کرنے میں، تہجد پڑھنے میں، تلاوت کرنے میں مزہ نہیں آرہا ہے۔ شیخ نے سمجھ لیا کہ اس کے دل میں بڑائی آ گئی، اس لئے اللہ کے نام کی مٹھاس سے محروم کر دیا گیا۔ جب انسان اپنے کو کسی مسلمان سے بڑا سمجھتا ہے بلکہ کسی کافر سے بھی بڑا سمجھتا ہے کیونکہ کسی کافر کو بھی حقیر سمجھنا جائز نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ ایمان لے آئے اور اس کا خاتمہ کلمہ پر ہو اور اپنے خاتمے کا ابھی کیا پتا ہے کہ کیسا ہوگا؟ اس لئے اس کے کفر سے نفرت کرنا تو واجب ہے لیکن کافر کو بھی حقیر سمجھنا حرام ہے۔ دیکھیں! کبر کا مٹیریل یعنی اجزائے ترکیبیہ، اجزائے تخلیقیہ اور اجزائے تعمیر دو جز سے بنتے ہیں، اس سے آپ پہچان لیں گے کہ میرے اندر کبر ہے یا نہیں۔ میں ابھی ان شاء اللہ یہ دونوں مادّے بیان کروں گا، وہ حدیث پاک بیان کروں گا جس سے پتا چل جائے گا کہ اس خطرناک ایٹم بم کا مادّہ ہمارے اندر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کے علاج کی فکر کرنی چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ))

(صحیح مسلم: (قدیمی)، باب تحریم الکبر وبیانہ، ج ۱ ص ۶۵)

کبر کے دو مٹیریل ہیں، دو جز ہیں۔ ایک یہ کہ کسی انسان کو حقیر سمجھنا اور دوسرے حق بات جان کر پھر نہ ماننا کہ ہم مولویوں کی بات نہیں مانتے حالانکہ دل کہہ رہا ہے کہ یہ قرآن شریف پیش کر رہا ہے، حدیث پیش کر رہا ہے، بات تو سچی ہے لیکن کہتا ہے کہ ہم کچھ نہیں مانتے، اگر ہم مان لیتے ہیں تو ہماری اکڑفوں ختم ہو جائے گی۔

نماز کے ارکان سکون سے ادا کرنا لازمی ہے

اس پر ایک قصہ یاد آیا۔ ایک تھانیدار نے کسی مسجد میں نماز پڑھی، وہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہیں ہوا تھا کہ سجدہ میں چلا گیا۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے، ایسے ہی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے:

((ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا))

(صحیح البخاری:(قدیمی)، کتاب الاذان ، ج ۱ ص ۱۰۵)

اگر کوئی شخص رکوع میں تھوڑا سا کھڑا ہوا یعنی اس نے ۴۵ درجے کا زاویہ بنایا، ۹۰ درجہ کا زاویہ نہیں بنایا۔ اب آپ کہیں گے کہ یہ ملّا جیومیٹری بھی جانتا ہے، جی! میں نے جیومیٹری پڑھی ہے۔ تو ابھی وہ بالکل سیدھا کھڑا نہیں ہوا اور سجدہ میں چلا گیا اور دو سجدوں کے درمیان سیدھا نہیں بیٹھا بلکہ سر تھوڑا سا اٹھایا یعنی ۴۵ درجہ کا زاویہ بنایا اور پھر دوسرا سجدہ کرلیا تو بخاری شریف کی روایت ہے کہ جو رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو اور دو سجدوں کے درمیان سیدھا نہ بیٹھے بلکہ جیسے مرغی زمین پر چونچ مارتی ہے اسی طرح ٹُھک ٹُھک کرکے نماز پڑھتا ہے تو ایسی نماز کا دہرانا واجب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

((فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))

(صحیح البخاری:(قدیمی)، کتاب الاذان ، ج ۱ ص ۱۰۵)

نماز دوبارہ پڑھو، تم نے نماز ادا نہیں کی۔ ایسی نماز ادا نہیں ہوتی، دوبارہ پڑھنی پڑتی ہے۔ تو تھانیدار صاحب کی بھی ٹُھک ٹُھک والی نماز تھی۔ وہاں ایک بیچارہ نائی سرمہ بیچتا تھا، قوم کا غریب آدمی تھا، کپڑے پھٹے ہوئے تھے اس نے کہا کہ تھانیدار صاحب آپ نماز دہرا لیجیے کیونکہ میں نے ایک عالم سے سنا ہے کہ جو نماز میں رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو اور دو سجدوں کے درمیان سیدھا نہ بیٹھے تو اس کی نماز ادا نہیں ہوتی، ایسی نماز دہرانا واجب ہے، آپ نماز دہرا لیں۔ اب تھانیدار کو بہت تکلیف ہوئی کہ ایسا غریب آدمی مجھے ٹوک رہا ہے، لباس بھی معمولی پہنا ہوا تھا۔ اگر تھانیدار کے اندر تواضع پیدا ہوجائے تو کیا کہنا، اگر بچپن میں کسی مدرسہ میں پڑھا ہو تو تھانیدار میں بھی تواضع رہتی ہے۔

دینی مدرسوں میں پڑھنے کی برکت

ایک تھانیدار نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنے کو بہت تواضع سے پیش کیا، بار بار ادب سے بچھا جاتا تھا کہ حضرت یہ لے لیجیے، کہیں جوتا درست کررہا ہے تو حضرت نے پوچھا کہ آپ تھانیدار ہو کر ایسی تواضع اور خاکساری دکھا رہے ہو، سچ سچ بتاؤ بچپن میں عربی مدرسہ میں تو نہیں پڑھا تھا؟ تو اس نے کہا جی ہاں! میں نے بچپن میں مدرسہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ فرمایا کہ یہ سب اسی کی برکت ہے، جو عربی مدرسوں میں پڑھ لیتا ہے اس کے اندر اللہ تعالیٰ یہ تواضع ڈال دیتے ہیں۔ تو جب اس غریب نے تھانیدار کو نماز دہرانے کو کہا تو تھانیدار بولا کہ کیا تم مجھے نہیں جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ میری وردی نہیں دیکھتے ہو؟ میں تھانہ انچارج ہوں تو اس نے کہا کہ آپ انچارج تو ہیں لیکن یہاں آپ کی بیٹری چارج نہیں ہے، آپ نے نماز غلط پڑھی ہے۔ تو اس نے کہا کہ سوچ کر بولو نالائق! سمجھتا نہیں کہ میں تھانے کا داور غہ جی ہوں، تھانیدار ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ تھانے میں تھانیدار ہیں، مسجد میں آپ تھانیدار نہیں ہیں، مسجد میں آپ کو اللہ اور رسول کی بات ماننی پڑے گی، اگر آپ نماز نہیں دہرائیں گے تو میں آپ کو مسجد سے جانے نہیں دوں گا۔ وہ غریب ذرا تگڑا تھا، بعضے لوگ غریب ہوتے ہیں مگر تگڑے ہوتے ہیں۔ اب یہاں سے ایک قصہ اور شروع ہو رہا ہے۔ دیکھو! یاد رکھنا کہ میں نے کہاں سے قصہ بدلا ہے، بھائیو! یہ آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے، یہاں سے میں ایک قصہ بیان کرتے کرتے دوسرا قصہ شروع کررہا ہوں، اب پہلے قصہ کا یاد دلانا آپ لوگوں کے ذمہ ہے، خوب ذہن نشین کرلیں۔

لکھنؤ کے ایک نواب صاحب کا واقعہ

لکھنؤ میں ایک نواب صاحب تھے، ان کو نیند نہیں آتی تھی، کھانا بھی

نہیں کھاتے تھے، جَو کا دوتولہ پانی پیتے تھے کیونکہ ان کے پیٹ میں زخم تھا، آج کل اس کو السر کہتے ہیں۔تو جب غذا کم ہوتی ہے تو نیند بھی نہیں آتی، جب پیٹ بھرتا ہے نیند بھی تبھی آتی ہے، اس لئے رمضان میں جن کو سونا ہوتا ہے وہ ایک بجے تک سو لیتے ہیں اور پھر بعد میں جب معدہ خالی ہوتا پھر لاکھ سونا چاہے مگر بھوک میں نیند نہیں آتی۔تو اس نواب نے بہت علاج کروایا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ایک دن نواب صاحب اپنے بنگلے میں ٹہل رہے تھے کہ کمرے کی کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھا کہ فٹ پاتھ پر ایک مزدور لکڑی کا بوجھ لے کر آیا، ایک درخت کے قریب اسے رکھا اور پھر درخت کے سائے میں بیٹھ کر دو بڑی سی موٹی روٹی نکالیں اور مرچ، پیاز سے کھالیں۔ یہ دیکھ کر تو نواب صاحب کے ہوش اُڑ گئے۔پھر اس کے بعد اس نے سر کے نیچے ہاتھ رکھا اور بغیر تکیہ کے سو گیا اور سوتے ہوئے خرّاٹے کی رسید بھی بھیج دی کہ میں سو رہا ہوں۔

چین وسکون مال ودولت اور گناہوں میں نہیں

جو لوگ حسینوں کے ساتھ رہتے ہیں، کالج کے جو لڑکے مخلوط تعلیم حاصل کرتے ہیں، ٹیڈیوں کے ساتھ اسٹڈی کرتے ہیں، ان کی بھی نیند کم ہوجاتی ہے کیونکہ جب غیر اللہ کا کھونٹا دماغ میں گھستا ہے تو نیند غائب ہوجاتی ہے۔اس پر یہ میرا ایک شعر ہے، میرا اس لئے کہہ دیتا ہوں تا کہ اس سے مزہ آئے کہ یہ بزبانِ مولوی شعر ہے ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لُوٹے

اللہ کو چھوڑ کر انسان کبھی چین نہیں پاتا۔مچھلی کو پانی سے نکال کر کتنا ہی اس کو مرنڈا اور کباب دو لیکن وہ ریت پر چین نہیں پائے گی جب تک اپنے مرکز یعنی پانی سے وابستہ نہیں ہوگی۔ ہماری روح اللہ تعالیٰ کے یہاں سے آئی ہے جب تک اس

روح کو اللہ کی یاد کی غذا نہیں دی جائے گی، جب تک بندہ اللہ سے استغفار اور توبہ نہیں کرے گا، غیر اللہ میں دل پھنسائے گا تو ہرگز چین نہیں پائے گا کیونکہ مرکز سے ہٹ جانے کے بعد ہر چیز بے چین ہو جاتی ہے۔

ہمارے یہاں خانقاہ میں میر صاحب رہتے ہیں، ان کو بھی بہت خرّاٹے آتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں ایک گھر میں بہت سے جنات چھوٹے چھوٹے بچوں کو تنگ کر رہے تھے، دس بارہ افراد کا خاندان تھا اور سب پر جن تھے تو میں نے ان سے کہا کہ میر صاحب کو اپنے یہاں رات کو سلا دو، جب جنات ان کے خرّاٹے سنیں گے تو سمجھیں گے کہ یہ تو ہمارا بھی بادشاہ آ گیا لہٰذا میں نے ایک رات ان کو وہاں سلا دیا اور ایک اور صاحب مولوی اسماعیل کو بھی ان کے ساتھ کر دیا۔ مولوی اسماعیل کا رنگ بڑا کالا ہے، بال بھی کالے اور پٹے بال رکھے ہوئے تھے، مولوی اسماعیل کو دیکھ کر اور میر صاحب کے خرّاٹے سن کر جنات ایک دن بھی اس گھر میں نہیں رہے، سب بھاگ گئے، گھر خالی کر دیا۔ مگر ایک بات ہے کہ میرے میر صاحب کو بتا کر کوئی اپنے ساتھ نہ لے جائے ورنہ مارے ڈر کے جائیں گے بھی نہیں۔ میر صاحب کے خرّاٹے پر بھی میرا ایک شعر ہے ؎

گل رخوں سے پا کے سنّاٹا
میر لیتا ہے خوب خرّاٹا

میر صاحب کو خانقاہ کی حدود میں ہی چین ملتا ہے کیونکہ یہاں کسی قسم کی بے پردگی نہیں ہے۔ ہمارے یہاں جو طلباء پڑھتے ہیں ہم رات میں ان کو دوسری جگہ ٹھہراتے ہیں، بے داڑھی مونچھ کے طلباء کو بھی یہاں سونے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ خانقاہ تھانہ بھون کی نقل ہے، خود مولانا شاہ ابرار الحق صاحب جب تیرہ چودہ برس کے تھے اور ان کی داڑھی مونچھ نہیں نکلی تھی تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ انہیں رات کو خانقاہ میں نہیں رہنے دیتے تھے۔ یہ بات حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے خود مجھے بتائی، یہ ہمارے بزرگوں کی خاص تعلیم ہے۔

صحت وتندرستی کی قدر کریں

تو جب نواب صاحب نے دیکھا کہ اس غریب مزدور نے دو بڑی بڑی روٹیاں کھائیں اور ایک لوٹا پانی پی کر خرّاٹا لے رہا ہے جس کی آواز ان تک بھی گئی تو نواب صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اپنے وزیر کو بلایا، کہا کہ اگر یہ غریب اپنی بھوک اور نیند ہمیں دے دے تو ان دو نعمتوں کے بدلہ میں میں اسے اپنی ریاست دینے کے لئے تیار ہوں۔ دیکھا آپ نے! نواب صاحب نے کیا کہا کہ اگر یہ غریب مزدور اپنی بھوک مجھے دے دے اور میں بھی اس کی طرح دو روٹیاں کھانے لگوں اور جیسا یہ مست ہو کر سو رہا ہے یہ اپنی نیند مجھے دے دے تو میں اپنی نوابی، اپنی زمیں داری اور ریاست سب اس کے نام لکھنے کے لئے تیار ہوں۔

آج اللہ نے ہم لوگوں کو کتنی نعمتیں دی ہیں، سُکھ بھری نیند آ رہی ہے، خوب پیٹ بھر کر کھا رہے ہیں مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ایک آدمی کا ابھی گردے کے علاج پر چار لاکھ روپیہ خرچ ہوا، وہ ڈھاکہ میں ایک عالم کے داماد ہیں، انڈیا کے شہر مدراس گئے تو اس کو ٹھیک کرنے میں چار لاکھ کا خرچ آیا۔ ہم لوگوں کے پاس کتنے گردے ہیں؟ دو دو گردے ہیں۔ تو دونوں کا کتنا دام ہوا؟ آٹھ لاکھ روپے۔ تو آٹھ لاکھ روپے ہماری کمر سے بندھے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی کہتے ہیں کہ صاحب غریبی ہے، دعا کیجئے۔ ارے! آٹھ لاکھ روپے تو کمر سے باندھے ہوئے ہو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور یہ احساسِ غریبی بھی اس وجہ سے ہوتا ہے کہ زبان پر تو اللہ ہے مگر دل میں اللہ نہیں ہے، اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور وہ تعلق نصیب ہو جائے جو خدائے تعالیٰ اپنے دوستوں کو عطا کرتا ہے تو کبھی غریبی کا احساس نہ ہو، پھر پیوند لگے کپڑوں میں، پیٹ میں چٹنی روٹی میں آپ اپنے کو بادشاہوں سے بہتر محسوس کریں گے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اور جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بندہ مسجد کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر اللہ کا نام لے کر مست وشاد ہے ؎

آں یکے در کنجِ مسجد مست و شاد
واں یکے در باغ ترش و نامراد

مولانا رومی اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ ایک بندہ مسجد کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر اللہ کا نام لے رہا ہے، تلاوت کررہا ہے، خدا کے حضور دعائیں مانگ رہا ہے، مسجد کے گوشے میں چٹائی پر مست ہے، شاد ہے، خوش ہے اور ایک پارکوں میں ہے، باغوں میں ہے، پھولوں میں ہے مگر دل میں غم کے کانٹے ہیں اور خودکشی کا پروگرام بنا رہا ہے۔ اس لئے جب دل میں اللہ کے نام سے سکون ملتا ہے تو سارے عالم میں سکون نظر آتا ہے اور جب دل خدا کی نافرمانی سے پریشان ہوتا ہے تو اسے سارے عالم میں پریشانی نظر آتی ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

خدا کی نافرمانی سے دل بیاباں کر دیا جاتا ہے، دل ویران ہو جاتا ہے کیونکہ صاحبِ خانہ اگر گھر میں نہ رہے تو اس گھر میں چھپکلی، چمگادڑ اور مکڑی کے جالے لگ جاتے ہیں، تو جس دل میں خدا نہیں رہتا، نافرمانی کے وبال سے اس کو خدا سے دوری کے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، اس کے قلب میں ویرانی، بربادی، پریشانی سب کچھ رہے گی۔

ایک غریب آدمی کا تھانیدار کی نماز درست کروانا

تو تھانیدار سے اس سرمہ بیچنے والے غریب حجام نے کہا کہ جناب

تھانیدار صاحب! آپ نماز دہرا لیجیے، جب تک آپ نماز نہیں دہرائیں گے میں آپ کو مسجد سے جانے نہیں دوں گا کیونکہ میں آپ کا نقصان نہیں چاہتا کہ آپ کی نماز نہ ہو، میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور محبت والا چاہتا ہے کہ میرے بھائی کا، میرے محبوب کا نقصان نہ ہو تو وہ اور زور سے چلّایا کہ کم بخت! بار بار کہتا ہوں کہ میں تھانیدار ہوں تو گدھا سمجھتا کیوں نہیں، جیل میں لے جا کر بند کر دوں گا۔ اس نے کہا کہ ہم جیل میں جانا بھی پسند کرتے ہیں، بالکل تیار ہیں لیکن آپ کو نماز پڑھے بغیر نکلنے نہیں دیں گے۔ اب تیز آوازیں سن کر اڑوس پڑوس والے سب لوگ آ گئے کہ بھئی! کیا لڑائی ہو رہی ہے؟ کہا کہ صاحب! دیکھئے میں تھانیدار ہوں اور یہ میری عزت نہیں کرتا۔ جب اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو اس نے سب بات بتا دی کہ اس نے نماز ایسے پڑھی کہ رکوع سے کھڑا نہیں ہوا اور سجدے میں چلا گیا پھر دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا بھی نہیں، مرغی کی سی ٹونٹ ماری تو ہم نے علماء سے سنا ہے کہ ایسی نماز نہیں ہوتی، ایسی نماز دہرانی پڑتی ہے، میں ان سے یہی درخواست کر رہا ہوں کہ آپ نماز دوبارہ پڑھ لیجیے۔ اس پر سب نے کہا کہ حضور! اس میں آپ کی کیا بے عزتی ہے، نماز ہی تو ہے، اللہ کے سامنے سر جھکا دیجئے، پڑھ لیجیے تو اس نے نماز پڑھ لی کیونکہ محلہ والوں کا مجمع آ گیا تھا، اس کے بعد پھر جب وہ شخص سرمہ بیچنے گیا تو خوب سرمہ بکا کیونکہ اب سب لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ وہی ہے جس نے تھانیدار سے نماز پڑھوائی تھی۔ دین کے کام میں محنت کی برکت سے اس کی دنیا بھی بن گئی اور ماشاءاللہ خوب سرمہ بکنے لگا اور سب لوگ شاباشی بھی دینے لگے۔

سایۂ شیخ بہت بڑی نعمت ہے

تو اس سے پہلے ایک عالم کا قصہ چل رہا تھا جن کا دل بند ہو گیا تھا یعنی ان کو اللہ کا نام لینے اور ذکر اور تلاوت میں مزہ نہیں آ رہا تھا۔ انہوں نے جا کر

اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا کہ حضرت! آج کل عبادت میں دل بند ہے، مزہ نہیں آرہا ہے جیسے زبردستی اللہ کا نام لے رہا ہوں، زبردستی اللہ اللہ کرتا ہوں، یہ کیا بات ہے؟ شیخ نے ان کا چہرہ دیکھا تو آنکھوں سے تکبر کی علامت ظاہر ہوئی، انہوں نے سمجھ لیا کہ ان کے دل میں تکبر کی بیماری ہے، بعض وقت ڈاکٹر بتاتا نہیں کہ تمہارے گردے میں پتھری ہے یا دل کا والو بند ہے کیونکہ بعض مریض اتنا ڈر جاتے ہیں کہ سن کر ہی مرجاتے ہیں لہٰذا آپریشن کر کے بعد میں بتاتا ہے کہ یہ دیکھ لو، پتھری نکال دی ہے۔ تو شیخ نے کہا کہ اچھی بات ہے مولانا ان شاء اللہ! آپ کو اللہ کا نام لینے میں خوب مزہ آئے گا لیکن میں ایک دوا تجویز کرتا ہوں بحیثیت مرشد اور شیخ کے کہ یہ دوا آپ کھالیں۔ پوچھا کہ کیا دوا ہے؟ فرمایا آپ پانچ کلو اخروٹ لے کر اُس محلہ میں جائیے جہاں بہت زیادہ بچے کھیلتے ہوں اور پھر ان بچوں سے کہئے کہ جو میرے سر پر ایک تھپڑ مارے گا اس کو پانچ اخروٹ انعام دوں گا۔ یہ ان کا شیخ علاج کر رہا ہے تاکہ مرید کے دل میں جو بڑائی آ گئی ہے، کوئی وعظ عمدہ ہو گیا تھا یا کوئی اور دین کی خدمت سے، وہ جاتی رہے۔ سچ کہتا ہوں کہ شیخ کا سایہ بہت بڑی نعمت ہے، بہت بہت بہت بڑی نعمت ہے اگر آج میرے شیخ کا سایہ میرے سر پر نہ ہوتا تو یہ جتنا مجمع آرہا ہے اسے دیکھ کر نہ جانے میرے دماغ میں کیا کیا باتیں پیدا ہوجاتیں لیکن شیخ کا سایہ اور اس کی دعاؤں کے صدقہ میں الحمد للہ! اختر آج اپنے کو سب سے حقیر سمجھتا ہے۔

کبر سے بچنے کے لئے عقلی احتمال ہی کافی ہے

تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا تھا کہ کسی کافر کو بھی حقیر نہ سمجھو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ نصیب ہوجائے لہٰذا موجودہ حالت پر فیصلہ مت کرو، آخری انجام پر فیصلہ کرو اور قیامت کے دن کا فیصلہ کرو کہ قیامت کے دن ہماری کیا قیمت لگے گی۔

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

بعض لوگ چند رکعات نفل پڑھ کر اپنے کو ولی اللہ سمجھنے لگتے ہیں، نہیں! ساری دنیا کے انسانوں کو اپنے سے بہتر سمجھو چاہے احتمال ہی کے درجہ میں ہو تو یہ کبر کا علاج ہو گیا، یقین ہونا ضروری نہیں ہے، یقین کے ساتھ کسی کو بہتر سمجھنا فرض نہیں ہے مثلاً ایک آدمی عالم ہے، مفتی ہے، حافظِ قرآن ہے، شیخِ وقت ہے، بہت اس سے اللہ دین کا کام لے رہے ہیں اور ایک آدمی ہے وہ آلو بیچ رہا ہے، کوئی نماز روزہ بھی نہیں کرتا، فرائض سے بھی غافل ہے تو کیسے وہ اپنے کو اس سے حقیر سمجھے گا؟ بس وہ یہ احتمال قائم کر لے کہ اگر مسلمان ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں قبول ہو گیا ہو اور ہوسکتا ہے کہ میرے کسی عمل پر اللہ کے یہاں پکڑ ہو جائے، کیونکہ کبر کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے کو یقین کے درجہ میں دوسروں سے بہتر سمجھنا، جب احتمال قائم کر دیا تو یقین کہاں رہا اور کافروں کے بارے میں یہ احتمال رکھو کہ ہوسکتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور ہمارے خاتمہ کا کیا معلوم کیسا ہو؟ لہٰذا اپنے کو یہی کہو کہ اے اللہ! جب تک میرا خاتمہ ایمان پر نہ ہو میں آپ کے سب بندوں سے حقیر ہوں۔

بڑے پیر صاحب حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اے بغداد کے لوگو! تمہاری تعریف سے مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، نہ ہی میں اپنی تعریف سے اپنے کو بڑا سمجھتا ہوں۔

ایماں چو سلامت بہ لبِ گور بریم
احسنت بریں چستی و چالاکی ما

بلکہ جب میں اپنی قبر میں ایمان کو سلامتی سے لے جاؤں گا تو پھر میں خوشی مناؤں گا کیونکہ ابھی انجام کا کیا پتا کہ میرا انجام کیسا ہوگا؟

بندے کی قیمت مالک کی خوشی سے ہے

ایک لڑکی کی شادی ہوئی، اس کو محلہ کی سہیلیوں نے سجا کر کہا کہ اری بہن! تُو تو بڑی خوبصورت لگ رہی ہے، زیور کی فٹنگ، لباس کی سیٹنگ وغیرہ سب بہت عمدہ ہے۔ اس پر اس نے جواب دیا کہ اے میری بہنو! تمہاری نظر سے میری زندگی کا فیصلہ نہیں ہوگا، جب میں بیاہ کر جاؤں اور شوہر کی نظر میں پسند آ جاؤں تب میں خوشی مناؤں گی۔ اس واقعہ کو سن کر میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ رونے لگتے تھے کہ میدانِ قیامت میں ہم کھڑے ہوں اور اللہ تعالیٰ سر سے پیر تک ہم کو دیکھ کر خوش ہوں اور شاباشی دیدیں کہ میرے بندے! تو نے مجھے دنیا میں راضی کیا اور گناہوں سے توبہ اور استغفار کر کے پاک وصاف ہو کر میرے پاس آیا ہے، جاؤ جنت میں جاؤ۔ اسی پر فرمایا کہ ؎

پیا جس کو چاہے سہاگن وہی ہے

جس سے شوہر محبت کرتا ہے اصل سہاگن وہی ہے۔ بعض وقت آپ نے سنا ہوگا کہ بیوی تو خوبصورت ہے مگر شوہر کسی کالی کلوٹی کی محبت میں گرفتار ہے۔ ہم سے بعض ایسی عورتیں تعویذ مانگتی ہیں کہ صاحب! اللہ نے ہمیں ہر طرح سے حسن دیا ہے مگر میرا شوہر کسی کالی کلوٹی سے دل لگائے بیٹھا ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا کہ شوہر جس کو چاہے وہی سہاگن ہے۔ اسی طرح اللہ بھی جس بندے کو پیار کرے وہی بندہ اللہ کے نزدیک پیارا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

یہ شعر یاد کر لیجیے، یہ تکبر کا بہترین علاج ہے۔ تو وہ عالم صاحب جن کے شیخ نے ان کے دل میں تکبر کا مرض محسوس کر لیا تھا اس محلہ میں گئے جہاں بہت سے لڑکے کھیل رہے تھے۔ بعض محلہ میں بچے زیادہ ہوتے ہیں، یہ بھی تجربہ کی بات ہے

جیسے میں کانپور کے ایک محلہ میں اپنے شیخ کے ساتھ چھ مہینے رہا، وہاں رات بھر کتے بھونکتے تھے اور دن بھر بچے شور مچاتے تھے۔ تو حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ عجیب محلہ ہے، اس محلے میں کتے اور بچے بہت زیادہ ہیں، رات بھر کتے سونے نہیں دیتے اور دن بھر بچے سونے نہیں دیتے۔ تو شیخ کی بات مان کر وہ عالم صاحب اس محلہ میں گئے اور اعلان کیا کہ جو بچہ میرے سر پر ایک تھپڑ مارے گا جس کو دھپ بھی کہتے ہیں کیونکہ دھپ کی آواز آتی ہے اس کو پانچ اخروٹ ملیں گے۔ جیسے چپاتی کو اس لئے چپاتی کہتے ہیں کیونکہ پکاتے وقت اس میں سے چپت کی آواز آتی ہے جیسے کسی کو ننگے سر پہ چپت مار دو تو وہی آواز چپاتی میں بھی آتی ہے اس لئے اس کا نام چپاتی ہے۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا مگر یاد رکھئے، جہاں سے میں اپنی ریل کی پٹڑی بدلوں اس واقعہ کو یاد رکھئے گا۔

شاعر ان شاء اللہ خان کا ایک لطیفہ

ان شاء اللہ خان ایک شاعر تھا، دہلی میں ایک نواب کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا کیونکہ اس نواب کا مقرب تھا، اپنی شاعری سے اس کو خوش کر دیتا تھا پھر کچھ انعام پا جاتا تھا۔ ایک دن نواب کو شرارت سوجھی، ان شاء اللہ خان ننگے سر کھانا کھا رہا تھا، نواب صاحب کے دل میں گدگدی ہوئی اور ایک چپت مارنے کا تقاضا ہوا، ان شاء اللہ خان کھانا جھک کر کھا رہا تھا کیونکہ نوابوں کا رعب ہوتا ہے تو نواب صاحب نے اس کے ننگے سر پر پیچھے سے ایک چپت مار کر جلدی سے ہاتھ کھینچ لیا اور پھر سنجیدگی سے کھانے لگے تاکہ شاعر کو یہ نہ معلوم ہو کہ چپت کس نے ماری ہے لیکن ان شاء اللہ خان سمجھ گیا کہ یہ چپت نواب صاحب کی طرف سے حاصل ہوئی ہے، اس نے بڑے ادب سے کہا کہ اللہ بخشے میرے والد مرحوم کو کہ ایک بڑی پیاری نصیحت کیا کرتے تھے کہ بیٹے! ننگے سر کبھی مت کھانا ورنہ شیطان چپت مار دیتا ہے۔ بس نواب صاحب ناراض ہو گئے کہ ظالم! مجھے اس نے

شیطان بنا دیا، ناراض ہو کر اس کو نکال دیا، لطیفہ سنانے کے لئے بھی ادب چاہیے، آخر کار وہ وظیفے سے محروم کر دیا گیا اور کافی پریشانی اٹھانی پڑی، اس ظالم کو ہوش نہیں تھا کہ اس وقت کا کیا ادب ہے؟

ایک عالم کا شیخ کے حکم پر اپنے نفس کو مٹانا

خیر! تو جب اس عالم نے اعلان کیا کہ جو بچہ میرے سر پر ایک چپت لگائے گا وہ پانچ اخروٹ پائے گا تو سارے لڑکے دوڑ پڑے کیونکہ لڑکوں کو دو دو مزے آ گئے۔ ایک تو چپت مارنے کا مزہ اور دوسرا اخروٹ بھی ملے اور اس عالم کی پگڑی اچھل گئی، یہ کبر کا علاج تھا۔ شیخ اور مرشد اپنے مرید کو جو علاج تجویز کر دے اسی علاج سے فائدہ ہوتا ہے، اس وقت کسی عالم کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کہے کہ آپ میرے علم کی عزت کیجئے یا کہے کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کیونکہ کبر کا کانٹا اگر نہیں نکلے گا تو وہ علم اس کے لئے بھی مضر ہو گا اور دوسروں کے لئے بھی مضر ہو گا کیونکہ اس کے انجن میں اللہ کا خوف نہ رہا، بڑائی آ گئی۔

بے عمل عالم کے علم کی مثال

ایک مرتبہ میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا جبکہ مکہ شریف سے تین میل پہلے ایک پٹرول پمپ پر ہماری گاڑی پٹرول لینے رکی، اسی دوران وہاں ایک ٹینکر آیا جس کے اوپر دس ہزار گیلن پٹرول لدا ہوا تھا، اس کے ڈرائیور نے اتر کر پٹرول پمپ والے سے کہا کہ اس میں پانچ گیلن پٹرول ڈال دو۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ اس کی پیٹھ پر دس ہزار گیلن پٹرول ہے، یہ بہت بڑا ٹینکر ہے لیکن اپنے انجن میں پٹرول نہ ہونے سے نہ یہ خود چل سکتا ہے نہ دوسروں کو چلا سکتا ہے، نہ خود فائدہ اٹھا سکتا ہے نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ تو جس عالم کے دل میں کبر پیدا ہو جائے، تکبر کی بیماری

پیدا ہوجائے تو پھر اسے اپنے دل میں اللہ کی خشیت اور خوف کا پٹرول لینے کے لئے کسی پٹرول پمپ پر جانا پڑے گا اور وہ اللہ والوں کا پٹرول پمپ ہے، وہاں اسے درخواست پیش کرنی پڑے گی جیسا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دے کر کہا تھا کہ ہمارے دل میں اللہ کی محبت اور خشیت کا پٹرول بھر دیجئے کیونکہ اللہ والے اللہ کی محبت فراہم کرنے کا ذریعہ یعنی پٹرول پمپ ہوتے ہیں۔تو حضرت والا مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نے نصیحت فرمائی کہ دیکھو بے عمل عالم کی یہ حالت ہوتی ہے، محض پیٹھ پر کتابیں لادنے سے کچھ نہیں ہوتا، پیٹھ پر دس ہزار کتابیں لادلو لیکن جب تک دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت پیدا نہیں ہوگی اور کسی کے سامنے اپنے نفس کو نہیں مٹاؤ گے تو علم میں برکت نہیں ہوگی۔

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

دیکھو! صحابی کا نام صحبت ہی سے رکھا گیا ہے، صحابی کے معنی صحبت اٹھانے والا ہے، لفظ صحابی قیامت تک کے لئے یہ ہدایت کررہا ہے کہ دین صحبت سے چلا ہے، دین کی ابتداء صحبت سے ہوئی ہے۔اسی لئے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اکبراِلٰہ آبادی کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم اِلٰہ آباد کے بڑے اولیاء میں شمار کئے جاتے ہیں اور یہ شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کے خلیفہ ہیں، بڑے بڑے علماء مولانا علی میاں ندوی اور مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی جیسے ان کی صحبت میں جاتے ہیں، ان کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ان کا

یہ شعر ہے جو انہوں نے بڑے مجمع میں پڑھ کر سنایا، دار العلوم ندوہ لکھنؤ میں یہ شعر پڑھا کہ اے ندوہ والو! اگر بری نظر لگ جاتی ہے جسے اسلام نے قبول کیا ہے:

((اَلْعَیْنُ حَقٌّ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، کتاب الطب، باب العین حق، ج ۲ ص ۸۵۴)

یعنی بری نظر لگ جاتی ہے تو کیا اللہ والوں کی اچھی نظر نہیں لگے گی؟ جب بری نظر انسان کو، ہرے بھرے درخت کو سُکھا دیتی ہے، تو کیا اللہ والوں کی اللہ والی نظر اثر نہیں کرے گی؟ پھر حضرت نے جوش میں اپنا یہ شعر پڑھا، اللہ والوں کا شعر عارفانہ ہوتا ہے۔ حضرت نے جب پڑھا تو علماء وجد میں آ گئے۔ وہ شعر تھا ؎

تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

اور میرے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

مجھے سہل ہو گئی منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آ گیا تو چراغ راہ کے جل گئے

حضرت والا دامت برکاتہم کا عشقِ شیخ

میرے شیخ مرشدِ اول شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جن کی خدمت میں مفتی اعظم مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاگردوں کی طرح بیٹھتے تھے اور مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت کی خدمت میں حضرت کے مرتبے کی وجہ سے باادب بیٹھتے تھے تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میاں اختر! حضرت جب میرا نام لیتے تھے تو مجھے وجد آ جاتا تھا۔ کیوں وجد آتا تھا؟

مجھے اس لئے وجد آتا تھا کہ ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لیا ہے تو ان کو یقین نہیں آیا اور خوشی کے مارے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے:

((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اٰللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؟ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ ؟ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى ۔ متفق علیہ))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب فضائل القرآن، ص ۱۹۰)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رئیس القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے سورۂ بیّنہ کی تلاوت کروں، سورۂ بیّنہ پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لیا ہے۔ یہ سن کر ان کی آنکھیں بہہ پڑیں یعنی اشکبار ہوگئیں کہ ہم غلاموں کا ذکر مولیٰ کے دربار میں ہوا ہے۔

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آنسو خوشی کے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے یا اس خوف سے یہ آنسو تھے کہ اس عظیم نعمت کے شکر سے میں قاصر ہوں۔ (مرقاۃ: جلد ۵ صفحہ ۶) اس سے ثابت ہوا کہ اسلام اصل میں عشق کا نام ہے، اگر صحابیٔ رسول حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ عشق سے ناآشنا ہوتے تو کبھی نہ روتے۔ تو حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے میرا نام لینے پر مجھے بھی مزہ آجاتا تھا۔

صحبتِ شیخ کی برکت سے اللہ کا راستہ لذیذ ہوجاتا ہے

تو میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں حکیم اختر! سنو، اللہ کا راستہ یوں تو بہت مشکل ہے کیونکہ نفس سے مقابلہ، شیطان سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کی صحبت نصیب ہوجائے، کسی اللہ والے کا ہاتھ مل جائے، مگر وہ سچا اللہ والا ہو، چکر باز دنیادار نہ ہو، اللہ کے لئے دین سکھارہا ہو

تو اس کی برکت سے اللہ کا راستہ نہ صرف یہ کہ آسان ہوجاتا ہے بلکہ مزیدار بھی ہوجاتا ہے۔آہ! شیخ کی بات آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے۔فرماتے تھے کہ اللہ کا راستہ یوں تو بہت مشکل ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے، اس کی صحبت نصیب ہوجائے، تو خدائے تعالیٰ کا راستہ صرف آسان نہیں ہوتا، غور سے سنئے! صرف آسان نہیں ہوتا بلکہ مزیدار بھی ہوجاتا ہے، سجدہ میں لذت آتی ہے، اللہ کے نام لینے میں، تلاوت میں مزہ آنے لگتا ہے۔

اب ان عالم کا قصہ پورا کردوں کہ بچوں نے ان کے سر پر چپت لگانی شروع کردی، پھر ان کا ٹوکرا اخروٹ سے خالی ہوا اور کھوپڑا تکبر سے خالی ہوگیا یعنی ان کے دماغ سے کبر نکل گیا۔پھر جب انہوں نے اللہ کا نام لیا تو اتنا مزہ آیا کہ شیخ کے قدموں میں جا کر رونے لگے کہ جزاک اللہ کہ چشم باز کردی، اللہ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میری آنکھیں کھول دیں۔یہ ہوتا ہے شیخ!

وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ کی شرح

اب نمبر دو، دعائے قنوت میں ہے **وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ** یعنی اے اللہ! ہم چھوڑتے ہیں ان کو جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت سب پڑھتے ہیں، اس کا ترجمہ پڑھ کر کتنے لوگوں نے اپنے بے نمازی بیٹوں کو گھر سے نکال دیا اور وہ ہیروئن پی کر اور برباد ہوگئے۔یاد رکھئے! اس حدیث کا یہ ترجمہ ہرگز نہیں ہے جو آپ کتابوں میں دیکھتے ہیں۔حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں نافرمانی سے مراد اعتقادی نافرمانی ہے، **وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ** یہاں فجور سے مراد فجورِ اعتقادی ہے کہ کسی کا عقیدہ کافرانہ ہوجائے، مذہب تبدیل کردے، ہندو ہوجائے، عیسائی ہوجائے، یہودی ہوجائے، قادیانی ہوجائے۔ اس بات کو خوب سمجھ لیجیے، اور جب تک عقیدہ صحیح ہے، صرف نفس کی شرارت یا غفلت سے نماز نہیں پڑھتا تو اس کو گھر سے نکالنا واجب نہیں ہے، یہاں تک کہ

اگر بیوی بھی نماز نہیں پڑھتی تو اسے بھی نکالنا یا کوئی اور سزا دینا واجب نہیں:

((وَفِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ دَلَالَةٌ عَلٰى جَوَازِ الضَّرْبِ عَلٰى غَيْرِ الْوَجْهِ اِلَّا اَنَّهٗ ضَرْبٌ غَيْرُ مُبَرِّحٍ))

(معالم السنن شرح سنن ابی داؤد: باب حق المرأة علی الزوج ، ج ۳ ص ۲۲۱)

ابوداؤد شریف کی شرح معالم السنن میں لکھا ہے کہ بیوی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر اس کے چہرہ پر ہرگز نہ مارے، نماز نہ پڑھے تو پیار اور محبت سے سمجھاؤ، تھوڑی بہت ڈانٹ ڈپٹ کی اجازت ہے، زیادہ نہیں۔

تعلیمِ قرآن میں شانِ رحمت غالب ہونی چاہیے

جیسے ایک قصائی گائے لے کر جا رہا تھا مگر وہ چلتی ہی نہیں تھی، وہیں ایک بچہ کو بھی اس کا باپ مدرسہ لے جا رہا تھا تو بچہ نے اپنے ابّا سے پوچھا کہ کیا یہ گائے بھی مدرسہ میں قرآن شریف پڑھنے جا رہی ہے؟ لہٰذا استادوں کو بچوں کو مارنا پیٹنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○﴾

(سورۃ الرحمٰن: آیات ۱۔۲)

رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں لیکن اللہ نے تعلیمِ قرآن کے وقت اٹھانوے نام چھوڑ کر اَلرَّحْمٰنُ کا نام ہی کیوں نازل کیا؟ تاکہ قیامت تک قرآن پڑھانے والوں کی آنکھیں کھل جائیں کہ شفقت اور رحمت سے قرآن کی تعلیم دینی چاہیے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ہے، اَلْجَبَّارُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ نازل نہیں کیا، اَلْقَهَّارُ نازل نہیں کیا، اَلرَّحْمٰنُ نازل کیا تاکہ جتنے لوگ قرآن پاک پڑھانے والے ہیں وہ بچوں کو شفقت اور رحمت سے تعلیم دیں، ہڈی توڑ سزا دینا جائز نہیں ہے۔ الحمدللہ! میرے مدرسہ میں اس بات کی سختی کے ساتھ تاکید ہے، پڑھانے والے اساتذہ کو

بچوں کی پٹائی کرنے پر سخت پابندی ہے، یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے مدرسہ میں برکت ہے، اتنے زیادہ بچے آ گئے ہیں کہ ایک مکان اور خریدا گیا مگر پھر بھی بچے بڑھتے جارہے ہیں ورنہ مار پٹائی سے کتنے مدرسے ٹوٹ گئے۔

تو آپ لوگ نَتْرُكُ کا ترجمہ سمجھ گئے کہ جس کا عقیدہ خراب ہو جائے اس سے ترکِ تعلق واجب ہے، یہ نہیں کہ بچوں نے نماز نہیں پڑھی یا کوئی اور غلطی کر دی تو بس نکال دو، ایسا کرنے سے وہ اور زیادہ برباد ہو جائیں گے، ان کو سمیٹ کر رکھو جیسے مرغی اپنے بچوں کو رکھتی ہے۔ اپنے بچوں کو بزرگوں کے پاس لے جاؤ، دو دو رکعات نماز پڑھ کر اصلاحِ اولاد کے لئے دعائیں مانگو، انہیں اللہ والوں کے پاس لے جاؤ، بیانات میں لے جاؤ، پیسے کا لالچ دو، مٹھائی، رس گلے، گلاب جامن کھلا کر لے جاؤ یا واپسی میں ارادہ کرو کہ دینی بیان ہو رہا ہے، بعد میں آپ کو گرم گرم جلیبی کھلائیں گے، پہلے ان کو خوش کرو۔

کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا راز

نمبر تین، کھانے سے پہلے جو بسم اللہ شریف پڑھنا سنت ہے آج اس کا راز بتاتا ہوں جو اکابر کی کتابوں میں موجود ہے کہ کھانے سے پہلے یہ دعا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ پڑھنا سنت کیوں ہے؟ اس میں کیا راز ہے؟ علماء نے لکھا ہے کہ چونکہ ایک لقمہ جو ہم کھاتے ہیں، روٹی کا ایک ٹکڑا جو ہم کھاتے ہیں تو سارا عالم اس کی پرورش میں لگا ہوتا ہے۔ بتایئے! سورج کس کا ہے؟ اللہ کا ہے۔ کس کے حکم سے چلتا ہے؟ خدا کے۔ اسی طرح اس ایک لقمہ کی پرورش میں چاند کی خدمات بھی شامل ہیں، چاند اگر ڈھائی لاکھ میل کے فاصلہ پر نہ ہوتا تو سمندر کا تمام پانی شہروں میں آ جاتا اور کوئی بھی زندہ نہ رہتا اور سورج بھی اگر زمین کے زیادہ قریب ہوتا تو سب کچھ جل کر راکھ ہو جاتا۔ تو چاند کی ٹھنڈک اور سورج کی معتدل گرمی سے غلّہ پک کر تیار ہوتا ہے، اس میں سمندر کی خدمت بھی شامل ہے،

سمندروں سے بادل اٹھتے ہیں، سورج کی شعاعوں سے بادل بنتے ہیں، پھر ہواؤں کے کندھوں پر اللہ انہیں چلاتا ہے:

﴿فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾

(سورۃ الفاطر: آیۃ ۹)

یعنی ہم بادلوں کو حکم دیتے ہیں جس سے پھر مردہ زمین پر بارش ہوتی ہے، اور تمہارے اس ایک لقمے میں بیلوں کی بھی خدمت شامل ہے جس سے پرانے زمانے میں ہل چلایا جاتا تھا اور اب ٹریکٹر چلتا ہے تو لوہے کی بھی خدمت اس میں ہوتی ہے اور جو خلیج بنگال سے مون سون کی ہوائیں اُٹھتی ہیں تو سائنس دان کہتے ہیں کہ اگر خلیج بنگال سے مون سون بادل نہ اٹھتے اور ہمالیہ پہاڑ وغیرہ سے نہ ٹکراتے تو یہ بادل آذربائیجان، ازبکستان، تاشقند، بخارا اور سمرقند میں بارش برساتے اور شمالی ہند مثل منگولیا کے ریگستان ہو جاتا۔ اس پر ایک اللہ والے کا سوال سنو!

مصائب اور پریشانیوں سے بچنے کا نسخہ

رسالہ ''الحق'' میں ایک اللہ والے نے ان سائنس دانوں سے سوال کیا کہ تمہاری تحقیق تو سمندر اور سورج تک ہی پہنچی ہے لیکن کبھی یہ بھی سوچا کہ سمندر تمہارے باپ نے پیدا کیا ہے، سورج تمہارے دادا کا ہے، یہ ہمالیہ پہاڑ تمہارے نانا نے پیدا کیا ہے، افسوس کہ تم اسباب تک تو جاتے ہو مگر ان کے خالق تک نہیں پہنچتے۔ جیسے ایک کھونٹا دیوار میں گھس رہا تھا تو دیوار نے کہا اے کھونٹے! میرے اندر مت گھس، تو اتنی رفتار سے گھس رہا ہے کہ سائنسدان بتا رہے ہیں کہ ۲۰۰ میل کی رفتار سے کھونٹا گھس رہا ہے اور اس کا یہ سائز ہے، تو کھونٹا ہنسا اور اس نے دیوار سے کہا ؎

قَالَ الْجِدَارُ لِلْوَتَدِ لِمَ تَشُقُّنِیْ
قَالَ الْوَتَدُ سَلْ مَنْ یَّدُقُّنِیْ

اے دیوار! میری خوشامد مت کر، سائنس دانوں کی تحقیق سے کچھ کام نہیں چلے گا جو مجھ کو ٹھونک رہا ہے اس کو راضی کر لے، اگر بڑھئی مجھ پر ہتھوڑی نہیں مارے گا تو میں ایک اعشاریہ، ایک بال برابر بھی آگے نہیں بڑھ سکتا، بس تو بڑھئی کو راضی کر لے۔

جب بنگلہ دیش میں طوفان آیا تو سائنس دانوں نے پہلے ہی اس کا اعلان کر دیا تھا مگر اس کے باوجود مشین کے ساتھ سائنس دان بھی غرق ہو گئے۔ جب طوفان آتا تو جج اکبر الٰہ آبادی یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

جہاں طوفان میں پھنس کر سفینہ ڈگمگاتا ہے
وہیں قدرِ خدا و ناخدا معلوم ہوتی ہے

اللہ کی قدر اس وقت معلوم ہوتی ہے، لہٰذا جب بلائیں آئیں، مصیبت آئے تو جلدی سے ڈاکٹر کے پاس مت بھاگو پہلے اللہ سے چپکے سے دعا مانگ لو۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مصیبت آئے تو سب سے پہلے اپنے اللہ سے کہہ لو، فوراً مخلوق کے پاس مت جاؤ، یہ ایک منٹ کا کام ہے کیونکہ خدا ہر وقت دعا کو سنتا ہے، اللہ سے سجدہ میں دعا کرلو یا ہاتھ اٹھا کر دعا کرلو کہ یا اللہ میں ڈاکٹر کے یہاں جارہا ہوں، اس کے دل میں صحیح دوا ڈال دے، ڈاکٹر کی کھوپڑی میں کوئی اسکرو ڈھیلا نہ ہونے پائے، کوئی غلط دوا نہ لکھ دے اور اس دوا کو حکم دے دے کہ وہ مجھے شفا دے دے، وہ تیری مخلوق ہے، تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ مگر آج ہم صرف ڈاکٹر کے پیچھے بھاگے چلے جاتے ہیں، یہ نہیں سوچتے کہ یہ سب کس کے اختیار میں ہے۔

تو میں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ کی سنت کا راز بتا رہا تھا کہ ہمارے ایک لقمہ پر ساری کائنات کی خدمت شامل ہے، سمندروں کی خدمت، پہاڑوں کی خدمت، سورج کی گرمیاں، چاند کی رفتار، زمین، ہل جوتنے والے بیل، لوہا اور نہ جانے کیا کیا، لہٰذا اب کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ میں آپ کے

نام کے صدقہ میں کھا رہا ہوں جس کے صدقہ میں یہ غذا تیار ہوئی ہے، جس نے سارے عالم کو میری خدمت میں لگایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

((اِنَّ الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ))

(شعب الایمان للبیہقی: (مکتبۃ الرشد بالریاض)؛ باب الزھد؛ ج ۱۳ ص ۱۵۳)

دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی لیکن تم دنیا کے لئے نہیں پیدا کئے گئے، تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں جمع متکلم کا صیغہ لانے کی حکمت

اب ایک مسئلہ اور بتاتا ہوں۔ ہم نماز میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ پڑھتے ہیں تو یہ جمع متکلم کا صیغہ ہے، عربی گرامر اور عربی قواعد سے اس کے معنی ہیں کہ ہم سب آپ کی عبادت کرتے ہیں، اَعْبُدُ واحد متکلم کا اور نَعْبُدُ جمع متکلم کا صیغہ ہے، تو جماعت کے ساتھ جب نماز پڑھی جاتی ہے تو اس وقت تو یہ ترجمہ ٹھیک ہوا اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہ اے خدا! ہم سب آپ کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب انسان اکیلے نماز پڑھتا ہے اس وقت بھی اِیَّاکَ نَعْبُدُ پڑھنا ہے اَعْبُدُ نہیں سکھایا، تو تنہائی کی نمازوں میں نَعْبُدُ کیوں سکھایا گیا؟ عقل کا تقاضا یہ تھا کہ اَعْبُدُ پڑھتے کہ اے اللہ! میں آپ کی عبادت کرتا ہوں مگر شریعت نے ہر جگہ جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ اس کے جواب میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نَعْبُدُ کو جمع کے صیغہ سے اس لئے نازل فرمایا تاکہ میرے بندے تنہائی کی عبادت کو بھی تنہا پیش نہ کریں بلکہ اللہ سے یوں کہیں کہ اے خدا! میری تنہائی کی عبادت، میری اکیلی عبادت اس قابل نہیں کہ میں آپ کے حضور میں پیش کروں، اس میں بہت سے نقائص ہیں مثلاً میں نماز میں کھڑا ہوں مگر دل کہیں اور ہے غرض میری نماز میں بہت سی کوتاہیاں ہیں اور یہ کوتاہی والی نماز اس قابل نہیں ہے کہ ہم آپ کو الگ پیش کریں لہٰذا ساری دنیا کے اولیاء اللہ کی نمازوں کے ساتھ ملا کر ہم اپنی نماز کو آپ کے

حضور میں پیش کرتے ہیں تاکہ ان کی برکتوں سے میری بھی نماز قبول ہوجائے۔ اسی لئے جماعت کی نماز کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جماعت میں کسی ایک کی بھی نماز قبول ہوجائے تو اس کی برکت سے سارے نمازیوں کی نماز قبول ہوجاتی ہے۔

مرنے کے بعد کی زندگی پر ایک مشرک کا سوال

اب جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس کا پس منظر عرض کرتا ہوں اور پھر اس پر اپنے شیخ کی ایک الہامی تقریر بیان کروں گا۔ ایک مرتبہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک مشرک آیا، اس نے ایک سڑی ہوئی بوسیدہ ہڈی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دکھایا، اتنی پرانی ہڈی تھی کہ اس نے ہاتھ سے مَل کر پھونک مار کر اڑادیا، اس مشرک کا نام عاص ابن وائل تھا۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس نے کہا:

﴿مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَہِیَ رَمِیۡمٌ ○﴾

(سورۃ یٰس: آیۃ ۷۸)

اس ہڈی کو قیامت کے دن دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ قیامت کیسے قائم ہوگی؟ جبکہ یہ اتنی بوسیدہ ہوگئی ہے کہ میں نے پھونک مار کر اس کو اڑادیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا کہ اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ اس مشرک کو جواب دیجئے کہ یہ جو پوچھتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ کیسے پیدا کروں گا:

﴿قُلۡ یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ وَ ہُوَ بِکُلِّ خَلۡقٍ عَلِیۡمُۨ ○﴾

(سورۃ یٰس: آیۃ ۷۹)

جس نے پہلی دفعہ اس کو پیدا کیا وہی اس کو دوبارہ بھی پیدا کرے گا۔ اب اس پر میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سنو جو ایک واسطہ سے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، حضرت نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ نے علم کا سمندر رکھ دیا ہے کہ جس نے پہلی دفعہ تم کو پیدا کیا وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا،

جب تمہاری ہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں گی، تم ہواؤں میں اُڑ جاؤ گے، تمہیں اگر جلا کر راکھ کردیا جائے گا جیسے ہندوؤں کے یہاں ہوتا ہے اور اگر کبھی پانی میں جنازہ اتار دیا جائے جسے مچھلیاں کھالیں تو وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ وہاں بھی میں اپنی مخلوق کو اپنے دائرۂ علم میں رکھتا ہوں۔ اللہ نے اس آیت میں فرمایا وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ تم میرے احاطۂ علم سے باہر نہیں جاسکتے لہٰذا حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سمندرِ علم کا رکھ دیا کہ جس نے پہلی دفعہ پیدا کیا وہی دوبارہ پیدا کرے گا، اور پہلی دفعہ کیسے پیدا کیا؟ اس کو مختصر طریقہ سے عرض کرتا ہوں۔

انسان کی تخلیق سے قیامت کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾

(سورۃ یٰسٓ: آیۃ ۷۷)

کیا انسان غور نہیں کرتا کہ میں نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا، باپ کی منی سے پیدا کیا اور باپ کی منی کہاں تھی؟ کیسے پیدا ہوئی؟ غذا سے، غذا سے خون بنا، خون سے منی بنی اور منی سے اللہ نے بندوں کو پیدا کیا۔ تو یہ غذائیں کہاں تھیں؟ ماں باپ نے زندگی بھر جو غذائیں کھائیں کیا یہ سب ایک جگہ جمع تھیں؟ میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں جہاں جہاں بکھرے ہوئے تھے، آفاقِ عالم میں ہمارے اجزائے تخلیقیہ، ترکیبیہ، تعمیریہ یعنی ہماری پیدائش کے ذرّات جہاں جہاں چھپے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمارے ماں باپ تک پہنچایا۔ اگر ہم آسٹریلیا کی گندم میں چھپے تھے تو حکومتِ پاکستان کے دل میں آئے گا کہ اس گندم کو منگاؤ، وہ گندم بازار میں آئے گی تو ماں باپ اس کو خریدیں گے اور کھائیں گے، اگر ہم مدینہ شریف کی کھجوروں میں چھپے تھے تو ہمارے ماں باپ کو اللہ حج نصیب کرے گا، یا کوئی حاجی ان کو وہاں کی

کھجور ہدیہ کرے گا، وہ مدینہ پاک کی کھجور کھائیں گے، اس کھجور میں ہمارا جو ذرّہ چھپا ہوا تھا وہ ان کے خون میں آ جائے گا، اور اگر ہم کوئٹہ کی بکریوں میں تھے تو کوئٹہ کی بکریاں یہاں آئیں گی، اور اگر ہم گھاس کے ان ذرّات میں تھے جو یہ بکریاں پہاڑوں پر چَر رہی تھیں تو بکریوں کو حکم ہوگا کہ اس گھاس کو چَر لے، مجھے ایک بندے کو پیدا کرنا ہے، اس گھاس میں میرے ایک بندے کا ذرّۂ تخلیق ہے پھر اس بکری کو اللہ کراچی بھیجے گا، پھر اس کے محلہ کا قصائی بکری کو خرید کر لائے گا اور اس کا گوشت ہمارے ماں باپ تک پہنچے گا۔ اس طرح اگر قندھار کے اناروں میں ہماری پیدائش کا کوئی ذرّہ ہے تو انار قندھار سے درآمد ہوگا اور وہ انار شہر کی سبزی منڈی پہنچے گا، پھر اللہ ماں باپ کے دل میں ڈالے گا کہ وہ جا کر اس انار کو کھائیں گے، اس سے ان کے خون میں وہ ذرّہ آ جائے گا اور اگر کشمیر کے سیبوں میں ہمارا کوئی ذرّہ چھپا ہے تو کشمیر کے سیب یہاں آئیں گے، اگر دریائے سندھ کے جہلم کے پاس کسی مٹی کے ذرّے میں ہم چھپے ہوں گے تو دریائے جہلم وہاں سے اپنے ساتھ وہ ذرّہ دریائے سندھ میں لائے گا، جہاں سے وہ ذرّہ کراچی آ کر اور فلٹر ہو کر ہمارے والدین کے معدہ میں داخل ہوگا۔

اقصائے عالم میں بکھرے ذرّات سے انسان کی تخلیق

غرض یہ کہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم کا سمندر رکھ دیا ہے، جو ذرّہ ہمارا آسٹریلیا کی گندم کی صورت میں چھپا تھا، جو ذرّہ ہمارا قندھار و کابل کے اناروں میں چھپا تھا، جو ذرّہ کوئٹہ کے پہاڑوں کی گھاس میں چھپا ہوا تھا تو وہ گھاس بکریاں چَر کر یہاں آئیں گی، اسی طرح مدینہ شریف کی کھجوروں میں ہمارا جو ذرّہ تھا ہمارے والدین یا تو خود جائیں گے یا کوئی حاجی لائے گا اور وہ کھجور ان کو کھلائے گا۔ غرض یہ کہ پیدا ہونے سے پہلے بھی ہم سارے عالم میں بکھرے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی سارے عالم کے

ذرّات کو ہماری پیدائش کے لئے بصورت غذا ہمارے ماں باپ کے خون میں جمع فرمایا، اس کے بعد ان غذاؤں سے خون بنایا، پھر اللہ نے ان ذرّات کو جن سے ہمیں پیدا کرنا تھا حکم دیا کہ تُو منی بن جا، پھر منی کو ماں کے پیٹ میں پہنچایا، اس طریقہ سے نو مہینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سارے عالم میں بکھرے ہوئے ہمارے ذرّات کو انسان کی شکل میں بنا کر پیش کر دیا:

((فَثَبَتَ اَنَّ الْاَجْزَاءَ الَّتِیْ مِنْھَا تَوَلَّدَ بَدَنُ الْاِنْسَانِ کَانَتْ مُتَفَرِّقَۃً فِی الْبِحَارِ وَالْجِبَالِ وَ اَوْجِ الْھَوَاءِ ثُمَّ اِنَّھَا اجْتَمَعَتْ بِالطَّرِیْقِ الْمَذْکُوْرِ))

(تفسیر الکبیر للرازی: سورۃ یونس، ج۱۷، ص۲۰۰)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں گویا یہ فرمایا کہ اے ظالم، مشرک! اے نالائق! تو سمجھتا ہے کہ تو مرنے کے بعد بکھر جائے گا پھر اللہ تجھے دوبارہ کیسے جمع کرے گا؟ تو سن لے! پہلے بھی تو تُو بکھرا ہوا تھا، اقصائے عالم میں، آفاقِ عالم میں، اطرافِ عالم میں، اکنافِ عالم میں، غرض تُو سارے عالم میں بکھرا ہوا تھا، میں نے تجھے جمع کر کے نطفہ کی شکل میں ماں کے پیٹ میں پہنچایا پھر نطفہ سے انسان بنایا:

﴿اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ○﴾

(سورۃ یٰسٓ: آیۃ۷۷)

پھر تُو میرا کیسا دشمن بنا ہوا ہے جبکہ میں نے تجھے پیدا کیا۔ تو شاہ صاحب میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گویا اس مشرک کو یہ جواب دیا کہ ایک دفعہ تُو سارے عالم میں بکھرا ہوا تھا تو خدا نے تجھے جمع کر کے ماں کے پیٹ میں رکھا، تو وہ بھی تیری قبر تھا، پھر ماں کے پیٹ کی قبر سے تجھے نو مہینے بعد نکالا تو اب جو تُو دنیاوی قبرستانوں میں دفن ہو رہا ہے تو اس قبر سے بھی تجھے نکالوں گا اور سارے عالم سے تیرے ذرّات کو جمع کر دوں گا۔ یہ ہے تقریرِ قیامت میرے شیخ کی۔ اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِمْ لاؤ ہمارے باپ دادا جیسا جن کی صحبتیں اختر کو اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائیں۔

بس آج کا مضمون ختم ہوا، اب دعا کرلیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحت عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ سب بیماروں کو، ہمارے گھر والوں کو بھی شفا عطا فرمائے، جو بھی بیمار ہیں اللہ سب کو شفا عطا فرمائے۔ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ میرے والد محترم چار مہینے سے بیمار ہیں، فالج کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے والد کو بھی پوری صحت عطا فرمادے۔ سارے مریضوں کے لئے دعا کردی، اگر کسی کا نام نہ لیا جائے تو وہ گھبرائے نہیں، اللہ تعالیٰ کو سب کا علم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو، ہمارے گھر والوں کو، جسمانی روحانی دونوں صحت نصیب فرمادے۔

جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینے کا حکم

ایک صاحب نے پوچھا ہے کہ کیا جمعہ کی دونوں اذانوں کا جواب دینا چاہیے؟ اول تو میں یہی گذارش کروں گا کہ فقہی مسئلہ کو الگ آ کر پوچھیں، مسائل کو مجھ سے خانقاہ میں آ کر پوچھیں، اگر مجھے علم ہوگا تو بتاؤں گا ورنہ کسی مفتی صاحب کا پتا دے دوں گا، یہ مجمع صرف اللہ تعالیٰ کی محبت کے موضوع پر ہوتا ہے لہٰذا میں ان لوگوں سے گذارش کروں گا آئندہ مجھے مسائل سے متعلق کوئی پرچہ نہ دیں لیکن آج چونکہ پوچھ لیا ہے اس لئے جواب دئے دیتا ہوں کہ جو پہلی اذان ہوتی ہے اس کا جواب دینا چاہیے، دوسری اذان جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے اس وقت کسی قسم کی بات کرنا حتیٰ کہ نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے تو اذان کا جواب دینا کیسے جائز ہوگا؟ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ جب امام اپنی جگہ سے چل پڑے، چاہے ابھی منبر پر نہیں بیٹھا صرف خروج ہوا ہے، ظاہر ہوگیا ہے کہ امام منبر پر بیٹھنے کے لئے جارہا ہے فَلَا صَلٰوۃَ وَلَا کَلَامَ اس وقت کوئی نماز جائز نہیں، اذان کا جواب دینا بھی جائز نہیں۔ بہرحال بتادیا کہ ایسے مسائل مجھ سے خانقاہ میں معلوم کئے جائیں، آئندہ کوئی صاحب مجھ سے ایسے سوال نہیں کریں، جو پوچھنا ہے تنہائی میں پوچھیں، دوسروں کی فکر مت کریں کہ اس طرح سب کو

معلوم ہوجائے گا، آپ ان کے ٹھیکیدار نہیں ہیں، آپ آیئے اور مجھ سے تنہائی میں مسئلہ پوچھئے یا معتمد علیہ بزرگ مفتی رشید احمد صاحب قابلِ اعتماد بزرگ ہیں، ان سے مسئلہ پوچھ سکتے ہیں، اسی طرح دارالعلوم کورنگی یا نیوٹاؤن سے معلوم کرلیں، جس کو جہاں آسانی سے موقع میسر ہو وہاں سے مسئلہ پوچھ لیں۔

دوسرا عمل یہ پوچھا ہے کہ امام اور مقتدی نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھتے ہیں بِسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ. اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنَّا الْهَمَّ وَالْحُزْنَ تو کیا یہ دعا سنت سے ثابت ہے؟ جن صاحب نے یہ سوال لکھا ہے جب وہ خانقاہ میں آئیں گے تو ان کو کتاب دکھا دی جائے گی، یہ دعا حدیث سے ثابت ہے۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبہانی: ج۲ص۳۰۱)

بس اب دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس خانقاہ کو قبول فرمائے، چاروں سلسلوں یعنی نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ، قادریہ کے جملہ اولیائے کرام کی برکت سے اللہ اس خانقاہ کی حفاظت فرما، اس کو بین الاقوامی قبولیت عطا فرما، جو آئے محروم نہ جائے۔ اے خدا! اپنی محبت کا درد اختر کو بھی نصیب فرما اور جو بھی اس خانقاہ میں آئے اس کو بھی اپنی محبت کا درد عطا فرمادے۔ ہماری مٹی کو اپنی ذات پاک پر فدا کرنے کی توفیق عطا فرما کر اسے قیمتی بنادے۔ اے خدا! ہم سب کو، مجھ کو، میری اولاد کو اور آپ کو، آپ کی اولاد کو بھی توفیق عطا فرما کہ ہم ہر سانس آپ پر فدا کریں اور ہماری ایک سانس بھی آپ کی ناراضگی میں نہ گذرے۔ اے خدا! ہم کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے گھر والوں کو پکا نمازی، نیک دیندار اور صالح بنادے، اپنا فرمانبردار اور ماں باپ کا فرمانبردار بنادے، اور مجھ سمیت ہم سب حاضرین کو اللہ والا بنادے، حاضرات یعنی جو خواتین آتی ہیں اے اللہ ان سب کو بھی اللہ والی بنادے اور ہم سب کی اصلاح فرمادے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

(نمازِ جمعہ کے بعد خانقاہ میں حضرتِ والا نے درج ذیل ارشادات فرمائے۔ جامع)

صحبتِ اہل اللہ کی قدر و قیمت

ایسی صحبتیں جہاں خدا ملتا ہے اس کو لازم کرلو، بہت لوگ بیت اللہ گئے مگر چونکہ دل میں اللہ نہیں تھا اس لئے بیت اللہ کا مزہ نہیں پایا۔ میں نے خود بیت اللہ کے اندر حاجیوں کی زبان سے فلپس ریڈیو کی بات کرتے ہوئے سنا، چونکہ انہوں نے اللہ والوں کی صحبت نہیں اٹھائی، جب تک صاحبِ خانہ دل میں نہ ہو، خانہ یعنی گھر کا مزہ کیا آئے گا؟ جب گھر والے سے محبت ہوتی ہے تب گھر کا مزہ آتا ہے۔ نفل حج پر جانے والوں کو پہلے اللہ والوں سے اللہ کی محبت سیکھ کر جانا چاہیے، فرض حج تو فرض ہے، فوراً جانا چاہیے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں ایسی صحبتوں کے لئے نفل بھی چھوڑ دو کیونکہ ان سے ایک ایسا معرفت کا درد ملے گا کہ تمہاری دو رکعات لاکھ رکعات کے برابر ہوجائے گی۔ یہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ ہے کہ عارفین، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا ان کی دو رکعات غیر عارفین کی لاکھ رکعات سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دردِ محبت سے نوازش فرمائے اگرچہ یہ سستی دولت نہیں ہے، بڑی مہنگی ملتی ہے۔ اللہ پاک کی محبت کا ایک ذرّہ درد اگر دو عالم دینے سے بھی مل جائے تو یہ سودا سستا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

دونوں عالم دے چکا ہوں مے کشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

اے دنیاوی شراب والو! دونوں جہان دے کر میں نے اللہ کی محبت کا درد حاصل کیا ہے، یہ مہنگی والی تم کہاں خرید سکتے ہو؟

اللہ والوں پر بڑھاپے میں انعامات کو مت دیکھو

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دین کے

خادموں کا اور اپنے بزرگوں کا آخری عمر کا زمانہ مت دیکھو کہ کوئی سر میں تیل لگا رہا ہے، تین آدمی پیر دبا رہے ہیں، کوئی مٹھائی لا رہا ہے، کوئی کباب لا رہا ہے، اور تکیہ لگائے بیٹھے ہیں، یہ مقام دیکھنے سے تو آپ کہیں گے کہ واہ کیا مزے ہیں، پھر تو ہر شخص سمجھے گا کہ یہ تو عیش کی دنیا ہے پیری مریدی، اس لئے شیخ فرماتے تھے کہ جن بزرگوں سے دین سیکھتے ہو ان کا جوانی کا زمانہ دیکھو کہ کیسے پاپڑ بیلے ہیں اور کیسی کیسی مصیبتوں سے وہ گزرے ہیں۔ ایسی ایسی مصیبتوں سے اللہ انہیں گزارتا ہے کہ اگر سارے بادشاہ بھی ان سے مرید ہو جائیں تو انکے قلب کی استقامت میں ایک اعشاریہ بھی بڑائی نہیں آئے گی، اتنا زیادہ رگڑا دیتے ہیں، اس لئے اگر سارا عالم ان سے بیعت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا کرم شاملِ حال ہو تو ان شاء اللہ ان کے قلب میں ذرا بھی بڑائی نہیں آئے گی۔

خونِ تمنائے حرام کا منفرد شفقِ احمر

اسی لئے کہتا ہوں کہ اپنی خواہشات کا خون کرنا سیکھو، اسی خون سے دل کے آسمان کا افق سرخ ہوتا ہے، پھر اللہ کی محبت اور اللہ کے قرب کا آفتاب دل کے آسمان پر طلوع ہوتا ہے، میرا ایک شعر یاد آیا ؎

مرا انجامِ الفت میر تم بھی دیکھتے جانا
مری ویرانیاں آباد ہیں خونِ تمنا سے

اور یہ بھی میرا ہی شعر ہے ؎

اس نے جب وادیِ حسرت سے گزارا مجھ کو
ہر بنِ مُو سے مرے خون کا دریا نکلا

یعنی جو تمنا اللہ کی مرضی کے خلاف ہو اس کا خون پی لو، پھر دیکھو ایمان کیسا لال ہوتا ہے، لیکن یہ پرچہ ہے مشکل۔ خواجہ صاحب سے مفتی جمیل صاحب نے کہا تھا کہ تھانہ بھون سے جو کچھ پایا ہے وہ ہمیں بھی دے دو۔ تو خواجہ صاحب نے

ان کولکھا کہ جوتھانہ بھون کی دولت آپ مجھ سے مفت میں لینا چاہتے ہیں میں نے بڑے رگڑے اور مصائب برداشت کئے ہیں تب جا کر یہ دولت ملی ہے۔

مے یہ ملی نہیں ہے یوں قلب و جگر ہوئے ہیں خوں
کیوں میں کسی کو مفت دوں مے مری مفت کی نہیں

مے معنی شرابِ محبت اللہ کی۔ مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں۔

سنیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں
میں ان پر مرمٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

حسنِ فانی کا انجام درقبرستان

جس مٹی کے جسموں پرلوگ فدا ہورہے ہیں ان کوقبرستان میں مٹی پاؤ گے اور اگر ان کی مٹی سے پوچھو گے کہ کہاں گئے تمہارے حسین اعضاء تو تلاش کرتے تھک جاؤ گے مگر ان کے نام ونشاں نہیں پاؤ گے اس لئے اپنے اللہ پر فدا ہو جو تمہاری زندگی کو سنبھالنے والا ہے، اور تمہارے قلب کے راحت وچین اور اطمینان اور راحتِ دائمی کی کفالت اور ضمانت قبول کرتا ہے۔

میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتا دے
لا مجھ کو دکھا ان کی طرح کوئی اگر ہے
مرضی تری ہر وقت جسے پیش نظر ہے
بس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

اگر مگر چھوڑ و، کچھ بھی ہو اللہ کی مرضی پر فدا ہونا اور اپنی خواہشات کو اللہ کی مرضی پر فدا کرنا بس اس کی ہمت کر لیجیے۔

کچھ کھو رہے ہیں شوق سے کچھ پا رہے ہیں ہم

اللہ ہم سب کو اس کی ہمت نصیب فرمائے چاہے پھر غم کی چادر

اوڑھنی پڑے، ہزاروں غم سے گزر جاؤ، ان شاء اللہ ہر ناجائز آرزو کے خون پر اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے عاشقوں کو ایک نئی حیات عالمِ غیب سے عطا کرتا ہے ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

ہر وقت ایک نئی جان عطا کرتا ہے، وہ جدید جان ہوتی ہے ری کنڈیشن جان نہیں ہوتی جاپانی موٹر کی طرح کیونکہ اس نے خواہشات کا خون پی کر اپنی جان کو شکستہ کر دیا، افسردہ کر دیا، مضمحل کر دیا تو اللہ تعالیٰ ایسی افسردہ اور مضمحل جان پر بے شمار جان برسا دیتے ہیں اور وہ اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ نے ہمیں کنکر پتھر پھینکنے کی توفیق دی، ہمیں حیات ایمانی عطا فرمائی اور بزبانِ حال یہ شعر پڑھتا ہے ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم

بحمد للہ عجب ارزاں خریدم

گناہوں کے چند کنکر پتھر کو پھینکا اور اللہ مل گیا۔ آہ! کیا پھینکا اور کیا پایا ؎

کچھ کھو رہے ہیں شوق سے کچھ پا رہے ہیں ہم

حضرت پرتاب گڑھی دامت برکاتہم فرماتے ہیں گناہوں کے تقاضوں کو ہم چھوڑ رہے ہیں لیکن اس کے بدلہ میں ہم اللہ کو پا رہے ہیں، اور فرماتے ہیں ؎

خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی ہم نے

وہ خوشی جو حرام خوشی تھی اللہ کی ناراضگی کی راہوں سے نفس دُشت مہا دُشت چوری کر رہا تھا، اس کو ہم نے چھوڑ دیا۔ چھوڑنا تو ہے ایک دن، سب کو گناہ چھوڑنے پڑیں گے جب روح نکلے گی مگر موت کے وقت گناہ چھوڑنے کا کوئی ثواب نہیں، جیتے جی اپنے جی کو اللہ پر فدا کر دو، جیتے جی گور میں قبرستان میں اپنی آرزوؤں کو ڈال دو پھر اللہ تعالیٰ ایسی حیات عطا کرے گا کہ آپ کی برکت سے نہ جانے کتنوں کو حیات عطا ہوگی، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نفسِ خود را کش جہانے زندہ کن

اپنے نفس کو ماردو، بری خواہشات کو ختم کردو، ہمت سے کام لو،تمہاری برکت سے ایک جہان زندہ ہوگا۔اس لئے دوستو ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے
لطف جینے کا اُسے حاصل نہیں
جس نے دیکھی ہی نہ بزمِ عاشقاں

ناپاک نطفے سے پیدا انسان کو اللہ کا اپنا دوست فرمانا

اللہ والوں کی صحبت جس نے نہیں اٹھائی وہ کیا جانے ظالم کہ زندگی کیا چیز ہے ؎

آ نہیں سکتی کبھی اس میں خزاں
گلستاں ہے عشق کا یہ گلستاں

اللہ کی محبت کو نعمت سمجھئے، زمین کے اوپر بھی چین سے رہو گے زمین کے نیچے بھی چین سے رہو گے، اللہ ایسا باوفا دوست ہے۔اپنے بندوں اور غلاموں کو فرمایا کہ میں تمہارا دوست ہوں ،کوئی دنیا کا بادشاہ اپنی پبلک کو دوست کہنے سے شرماتا ہے، کہتا ہے یہ ہماری رعیت ہے، مملکت ہے،عوام ہے، پبلک ہے مگر دوست کہنے کے لئے تیار نہیں لیکن اللہ تعالیٰ ایک ناپاک پانی سے پیدا کر کے پھر ایمان اور اعمالِ صالحہ اور تقویٰ کی برکت سے مزین زندگی کے لئے فرماتے ہیں: اِنْ اَوْلِيَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (سورۃ الانفال: آیۃ ۳۴) یہ ہمارے اولیاء ہیں، سبحان اللہ۔ اللہ کے اسی کرم پر اگر ہم ایک لاکھ زندگی قربان کر دیں تو حق ادا نہیں ہوسکتا کہ ہمیں ناپاک نطفہ سے پیدا کر کے اپنے اولیاء سے خطاب فرمایا۔

تمت بالخیر

☆☆☆☆☆

محبوب کا لباس بھی محبوب ہوتا ہے

میری یہ ٹوپی ہے، ایسی ایک ٹوپی خرید لو، اب جو ذکر آپ جناح کیپ پہن کر کرتے ہیں کچھ دن یہ ٹوپی پہن کر کرو، یہ ٹوپی حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے اولیاء اللہ کی نشانی ہے۔ آپ لوگوں کو اس خانقاہی گول ٹوپی کے بارے میں ایک بات بتاتا ہوں کہ کراچی کے ایک تاجر خانقاہی ٹوپی میں برطانیہ کی ایک مسجد میں داخل ہوئے، ٹوپی دیکھتے ہی ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ کراچی میں خانقاہ گلشن اقبال سے تعلق رکھتے ہیں؟ مسجدِ نبوی میں بھی ایک شخص کی گول ٹوپی دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ کیا آپ کا تعلق گلشن اقبال کراچی کی خانقاہ سے ہے؟ کچھ علامتیں ہوتی ہیں، بلبل کے سر پر اتنا سا کچھ نکلا ہوا ہوتا ہے تو کچھ اللہ کے بھی بلبل ہیں، اللہ کے عاشق ہیں۔ ہم جو یہ ٹوپی پہنتے ہیں تو اپنے اکابر حضرت تھانوی، حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی رحمہم اللہ کی نقل کرتے ہیں، مگر اس کو واجب نہیں کہتے، شریعت میں ہم دخل نہیں دیں گے۔ ہم بہتر تو سمجھتے ہیں اور ہمارا محبوب لباس ہے کہ ہمارے بزرگوں کا لباس ہے، محبوب کا لباس بھی محبوب ہوتا ہے۔ تم اے نظر بازو! سینما دیکھ کر جب نکلتے ہو، مٹکتے ہوئے فلم ایکٹرسوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کے ویسے ہی مٹکتے ہوئے کیوں نکلتے ہو؟ تم ان کی نقل کرتے ہو، ہم اللہ کے عاشقوں کی نقل کرتے ہیں۔ نقل باز تم بھی ہو نقل باز ہم بھی ہیں لیکن ہماری نقّالی مبارک ہے کہ اللہ کے پیاروں کی نقل پر بھی فضل کی امید ہے اور تمہاری نقّالی دونوں جہان کا خسارہ ہے۔

(از مواعظ اختر نمبر ۵۲ (حق تعالیٰ کے محبوب بندے)

شیخ العرب والعجم
عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ